انعامی سلسلہ
ترغیبِ مطالعہ پروگرام

گوہرِ حکمت

شہزادیٔ کونین سلام اللہ علیہا کی غم انگیز داستان

جنت البقیع منہدم ہونے سے پہلے

التماس سورۃ الفاتحہ برائے مرحوم ولایت حسین اے وی ڈی

Green Island Youth Forum
(A Project of GIT®)

G-1, G-2 Ground Floor, Abbal Palace, Plot # JM-199 Near Yameen Kabab
Opp: Genius Public School, Soldier Bazar No. 3, Karachi.
Contact No: 021-32253606, 0331-2388982

بسمہ تعالیٰ

نام کتاب	:	گوہر حکمت (شہزادیٔ کونین سلام اللہ علیہا کی غم انگیز داستان)
تألیف	:	مولانا قمر علی لیلانی
تصحیح	:	حجتہ الاسلام والمسلمین مولانا غلام رضا روحانی
کمپوزنگ	:	علی رضا لیلانی
تاریخ اشاعت	:	۸/مئی ۲۰۱۲
پیشکش	:	گرین آئی لینڈ یوتھ فورم
ناشر	:	گرین آئی لینڈ پبلیکیشنز

پیش لفظ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کتب بینی اور مطالعہ کا شوق قوموں کی ترقی میں انتہائی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اقوامِ عالم میں جس انداز سے یہ شوق اپنی جگہ بنا چکا ہے، اس اعتبار سے ہماری قوم کو ابھی بہت محنت کرنا ہے۔ البتہ یہ بات عرض کرنا بھی نہایت ضروری ہے کہ اس سلسلے میں مختلف اداروں نے کام شروع کر دیا ہے۔

" گوہرِ حکمت " کے نام سے ترغیبِ مطالعہ کا یہ سلسلہ بھی ایسی ہی ایک چھوٹی سی کوشش ہے تا کہ قوم میں شوقِ مطالعہ اُجاگر کیا جائے۔

گرین آئی لینڈ یوتھ فورم نے جو تقریباً عرصہ چار سال سے مسلسل قوم کے نوجوانوں کی عملی، فکری اور اخلاقی تربیت کے لئے مصروف عمل ہے، اب اس کام کا بیڑا بھی اٹھایا ہے کہ نوجوانوں اور جوانوں میں شوق مطالعہ کو فروغ دینے کے لئے اپنی سعی و کوشش ضرور کی جائے۔ اس سلسلے میں بطور خاص اس بات کو پیش نظر رکھا گیا کہ حتی المقدور مستند علمی مواد کو ایک مختصر مقالے کی صورت میں ایک جگہ اکٹھا کر دیا جائے اور مطالعہ میں غور طلبی کے عنصر کو باقی رکھنے کے لئے آخر میں کچھ سوالات بھی دیئے گئے ہیں تا کہ دورانِ مطالعہ ان سوالات کے جوابات کو حاصل کرنے کے لئے توجہ بھی باقی رہے۔

برادر ارجمند قبلہ مولانا قمر علی لیلانی اور ان کے ساتھیوں کا میں نہایت ہی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے نہ فقط اس پراجیکٹ کو مکمل طور پر سنبھالا بلکہ نہایت ہی کم وقت میں اس مقالے کو تحریر فرما کر اس مشکل کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

خداوند متعال سے دعا گو ہوں کہ وہ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور ہم سب کو ناصرانِ امام علیہ السلام میں شامل فرمائے۔

والسلام

فہرست

۱۔	نقش زندگانی	4
۲۔	تعارف	5
۳۔	حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے فضائل کی ایک جھلک اہلِ سنّت کی کتابوں میں	6
۴۔	عصمتِ جناب زہرا سلام اللہ علیہا از قرآن واحادیث	8
۵۔	جناب زہرا سلام اللہ علیہا کی عملی زندگی کے مختلف پہلو	10
۶۔	آغاز مصائب	12
۷۔	جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے مربوط مسائل پر خاص توجہ کی وجہ	13
۸۔	غصبِ فدک کی المناک داستان	14
۹۔	سیاسی اسباب	18
۱۰۔	فدک کا حدود اربعہ اور مسئلۂ خلافت	21
۱۱۔	فدک اور اہلِ بیت علیہم السلام	22
۱۲۔	تاریخی مقدمہ	24
۱۳۔	فدک مسلمانوں کی طویل تاریخ میں	30
۱۴۔	نتیجۂ بحث	34
۱۵۔	مآخذ	35

بسمہٖ تعالیٰ

نقش زندگانی

نام:	فاطمہ
کنیت:	ام ابیہا، ام الائمہ علیہم السلام، ام العلوم، ام الفضائل، ام الحسن علیہ السلام، ام الحسین علیہ السلام، ام السبطین علیہ السلام
القاب:	زہرا، طاہرہ، سیّدہ، بتول، عذرا، تقیہ، زکیہ، راضیہ، مرضیہ، مبارکہ
والد:	حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
والدہ:	امّ المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا
شوہر:	امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام
اولاد:	۳ فرزند۔ امام حسن علیہ السلام، امام حسین علیہ السلام، حضرت محسن علیہ السلام
	۲ دختران۔ بی بی زنیب سلام اللہ علیہا و بی بی ام کلثوم سلام اللہ علیہا
تاریخ ولادت:	۲۰ جمادی الثانی ۵ ؁ بعثت
تاریخ تزویج:	رجب یا ذوالحجہ ۲ھ
وقت تزویج عمر:	۹ سال
تاریخ شہادت:	۱۴ جمادی الاوّل ۱۱ھ یا ۳ جمادی الثّانی ۱۱ھ
عمر مبارک:	۱۸ سال
جائے مدفن:	حجرہ فاطمہ سلام اللہ علیہا در مسجد نبوی، مدینہ منوّرہ (مشہور روایت کی بنا پر) یا جنت البقیع

تعارف

معصومۂ عالم جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی عظمت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ پروردگار عالم نے آپ کو ایسی خصوصیات عنایت فرمائی ہیں جن میں اولین وآخرین میں کوئی آپ سلام اللہ علیہا کا شریک نہیں ہے۔

آپ سلام اللہ علیہا کے والد بزرگوار فخر موجودات، مختار کائنات مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو آپ سلام اللہ علیہا کے شوہرِ نامدار مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ اولاد میں سردارانِ جوانانِ جنت امام حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام ہیں اور دختران میں جناب زینب سلام اللہ علیہا وام کلثوم سلام اللہ علیہا ہیں جنھیں بجا طور پر کربلا کی شیر دل خاتون اور شریکۃ الحسین علیہ السلام کہا جاسکتا ہے۔

ذاتی طور پر مالک کائنات نے آپ سلام اللہ علیہا کی چادر کو محل نزول آیۂ تطہیر بنایا تو مباہلہ میں آپ کو گواہِ صداقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرار دیا ہے۔ منزلِ مودّت میں آپ سلام اللہ علیہا کی مودّت کو اجر رسالت قرار دیا ہے تو منزل ولادت میں آپ سلام اللہ علیہا کی تخلیق جنّت کے سیب سے ہوئی ہے۔ اس کے بعد آپ سلام اللہ علیہا کا عقد بھی عرش اعظم پر ہوا ہے اور جشن عروسی بھی جنت النعیم میں منعقد کیا گیا ہے۔

آپ سلام اللہ علیہا کے بارے میں معتبر نظریہ یہی ہے کہ آپ سلام اللہ علیہا ۲۰ جمادی الثانی سن ۵ بعثت میں پیدا ہوئی ہیں اور آپ سلام اللہ علیہا بیٹیوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکلوتی بیٹی ہیں۔

ابھی آپ سلام اللہ علیہا کی زندگی کے دو سال بھی نہیں گذرے تھے کہ کفار قریش نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی اذیتوں میں مبتلا کردیا کہ جناب ابوطالب علیہ السلام اس بات پر مجبور ہوگئے کہ سارے خاندان کو لے کر ایک غار میں چلے جائیں اور وہیں زندگی کے شب وروز گذاریں۔ مصائب کا یہ سلسلہ تین سال تک جاری رہا۔ یہاں تک کہ بنی ہاشم درختوں کے پتوں پر گزارا کرنے لگے۔ پھر پروردگار عالم نے اپنی رحمتِ خاص سے اس محاصرے کے توڑنے کا انتظام کردیا اور خاندان بنی ہاشم نے چین کا سانس لیا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اُس خاتون کے حالات اور رنج وغم کا کون اندازہ کرسکتا ہے جس نے یہ سارے مصائب دو سال کی عمر میں برداشت کئے ہوں۔

کمالِ کردار تو یہ ہے کہ اس کمسنی کے عالم میں بھی باپ کی تسکینِ خاطر کا ذریعہ بنی رہیں اور انھیں قریش کے مظالم کا مطلق احساس نہ ہونے دیا یہاں تک کہ جب مشرکین نے سرکار کے قتل کا ارادہ کرلیا تو اس سے باپ کو باخبر کردیا اور اس منصوبہ کو کامیاب نہ ہونے دیا۔

(مستدرک حاکم ۳ (۱۵۷ء) دلائل الامامتہ (۲۳))

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے فضائل کی ایک جھلک

برادران اہلسنت کی کتابوں میں

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

فاطمة بضعة منی فمن اغضبها اغضبنی

ترجمہ: فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھ کو ناراض کیا۔

(صحیح مسلم وصحیح بخاری)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

ان اول شخص ید خل الجنة فاطمه

ترجمہ: بے شک سب سے پہلے جو شخصیت داخل جنت ہوگی، وہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں۔

(کنز العمّال ج ۶ ص ۲۱۹، میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۳۱)

ان النبی کان اذا سافر کان آخر الناس به عهداً فاطمة فاذا قدم من سفره کان اول الناس به عهداً فاطمة

ترجمہ: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت سفر کے لئے نکلا کرتے تھے تو سب سے آخری فرد کہ جس سے رخصت ہوتے تھے وہ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہوا کرتی تھیں اور سفر سے واپسی پر جس سے سب سے

پہلے ملاقات کرتے تھے وہ بھی فاطمہ سلام اللہ علیہا ہی کی ذات گرامی ہوتی تھی۔
(مقتل خوارزمی ج ا ص ۵۶، مستدرک حاکم ج ا ص ۴۸۹)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ان الله عزوجل فطم ابنتی فاطمة وولد ها و من احبهم من النار فلذلك سميت فاطمة

ترجمہ: بیشک خداوند متعال نے میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا اوران کے فرزندوں کو نیز ہر اس شخص کو جواُن کو دوست رکھتا ہے آتشِ جہنم سے علیحدہ رکھا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آپ کو فاطمہ سلام اللہ علیہا کہا جاتا ہے۔
(ذخائر العقبیٰ ص ۲۶، ینابیع المودّۃ ص ۱۹۴، ارجح المطالب ص ۲۴ و ۲۶۳، صواعق محرقۃ ص ۲۳۵)

قالت عائشة وكانت اذا دخلت عليه رحب بها و قام اليها فاخذ بيدها فقبلها و اجلسها فی مجلسه

ترجمہ: ام المومنین عائشہ کہتی ہیں جب بھی فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا پیمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لاتی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھیں مرحبا کہتے تھے اور احترامِ فاطمہ سلام اللہ علیہا میں اپنی جگہ سے کھڑے ہوجاتے تھے نیز فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے دست مبارک کو اپنے ہاتھ میں لے کر بوسہ دیتے تھے اور ان کو اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے۔ (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۵۴)

ایک اور روایت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنابِ سلمان فارسی علیہ السلام سے فرمایا:

اے سلمان جو کوئی میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا سے محبت کرے گا وہ جنت میں میرے ساتھ رہے گا اور جو کوئی اس کو ناراض کرے گا اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔

اے سلمان سو (۱۰۰) مواقع ایسے ہیں جہاں فاطمہ سلام اللہ علیہا کی محبت انسان کو فائدہ پہنچائے گی جس میں سے آسان ترین مراحل موت، قبر، میزان، حشر و نشر، حساب و کتاب اور پل صراط ہے۔ لہٰذا جس سے بھی میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا راضی ہے میں راضی ہوں اور جس سے میں راضی ہوں اس سے خدا راضی

ہے اور جس کسی سے میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا ناراض ہے اس سے میں ناراض ہوں اور جس سے میں ناراض ہوں اس پر خدا غضبناک ہے۔

اے سلمان وائے ہو اس پر جس نے فاطمہ سلام اللہ علیہا اور اُن کے شوہر امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام پر ظلم کیا، نیز وائے ہو اس پر جس نے اولادِ فاطمہ علیہم السلام اور شیعیان فاطمہ سلام اللہ علیہا پر ستم روا رکھا۔

(مقتل خوارزمی ج ۱ ص ۶۰، فرائد السمطین ج ۲ ص ۶۸)

عصمتِ جناب زہرا سلام اللہ علیہا از قرآن و احادیث

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی فضیلتوں میں سے ایک اہم فضیلت آپ سلام اللہ علیہا کا صاحبِ عصمت ہونا ہے آپ سلام اللہ علیہا کی عصمت سے متعلق قرآن کریم اور ائمہ معصومین علیہم السلام کی بہت ساری دلیلیں موجود ہیں۔ اختصار کے پیش نظر ان میں سے دو دلیلوں کو پیش کیا جا رہا ہے۔

دلیل از قرآن

عصمتِ صدیقۂ طاہرہ سلام اللہ علیہا کی دلیلوں میں سے ایک اہم دلیل یہ آیتِ کریمہ ہے:

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا

(سورہ احزاب آیت نمبر ۳۳)

ترجمہ: بیشک خداوند عالم کا یہ ارادہ ہے اے اہل بیت نبوت کہ تم سے ہر طرح کے رِجس (نجاست) کو دور رکھے اور تم کو ویسا پاک رکھے جو پاک رکھنے کا حق ہے۔

شیعہ اور سنّی مؤرخین کی جانب سے تواتر کے ساتھ روایت موجود ہے کہ یہ آیت جناب ام سلمہ سلام اللہ علیہا کے گھر میں اس وقت نازل ہوئی جب جناب زہرا سلام اللہ علیہا، امیر المومنین علیہ السلام اور حسنین علیہم السلام، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس زیر کساء تشریف فرما تھے۔ جناب ام سلمہ سلام اللہ علیہا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

یہ درخواست کی کہ کیا اجازت ہے کہ میں بھی زیر کساء آ کر آپ کی جماعت میں شامل ہو جاؤں؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلمہ سلام اللہ علیہا کو منع فرمایا اور ارشاد فرمایا: انتِ علی خیر

اے ام سلمہ! تم خیر پر ہو مگر یہ فضیلت فقط ہم پنجتن کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہاں پر ضروری ہے کہ صحابہ کی ایک جماعت کہ جنہوں نے آیت تطہیر کے شان نزول کو پنجتن سے اختصاص دیا ہے، ان کے اسماء کی طرف اشارہ کر دیا جائے:

۱۔سعد بن ابی وقاص	۲۔انس بن مالک	۳۔ابن عباس
۴۔ابوسعید خدری	۵۔عمر بن ابی سلمہ	۶۔عبداللہ ابن جعفر
۷۔ابوحمراء ھلال	۸۔ام سلمٰی	۹۔جناب عائشہ
۱۰۔ابوہریرہ	۱۱۔جابر بن عبداللہ	۱۲۔مقداد بن اسود
۱۳۔معقل بن یسار	۱۴۔وائلہ بن اسقع	۱۵۔ابوطفیل

علامہ امینی نے اپنی کتاب میں اہلسنت کے تقریباً ۳۰۰ علماء کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے آیہ تطہیر کو پنجتن کے ساتھ مخصوص کیا ہے (مستدرک، صحیح مسلم، تفسیر ابن کثیر)

آیہ تطہیر کے نازل ہونے کے بعد پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ یہ آیت کس کی شان میں نازل ہوئی ہے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خود میری، حضرت علی علیہ السلام، حضرت زہرا سلام اللہ علیہا، حضرت حسن علیہ السلام اور حضرت حسین علیہ السلام کی فضیلت میں ہے۔

دلیل از حدیث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآلہ

فاطمة بضعة منی یغضبنی من اغضبها ویسرنی من سرها وان الله یغضب لغضبها ویرضی لرضاها

ترجمہ: فاطمہ سلام اللہ علیہا میرے جسم کا ایک حصہ ہے۔ جس نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا

اور جس نے اس کو خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا اور خداوند متعال اس کی ناراضگی سے ناراض اور خوشنودی سے خوش ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا حدیث شیعہ اور سنی محدثین کے نزدیک متفق علیہ ہے کیونکہ یہ حدیث تواتر کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوئی ہے جیسا کے حدیث سے ظاہر ہے کہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی رضا و خوشنودی میں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا اور خوشنودی ہے اور ان کی ناراضگی میں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی ہے۔

یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ ہر شخص کہ حالات مختلف ہیں۔ ہر وقت طرح طرح کی تبدیلیاں واقع ہوتی رہتی ہیں لہٰذا معقول نہیں ہے کہ انسان زندگی کے لمحات کو مرضیٔ معبود کا اس طرح پابند قرار دے کہ اس کی رضا میں خدا کی رضا اور اس کی ناراضگی میں خدا کی ناراضگی شمار ہو سوائے اس کے کہ اس کی ذات مقام عصمت پر فائز ہو۔ لہٰذا جناب زہرا سلام اللہ علیہا کا عصمت پر فائز ہونا ثابت ہے کہ حالات کی تبدیلی کے باوجود بھی جناب زہرا سلام اللہ علیہا کی ناراضگی میں خدا کی ناراضگی اور ان کی خوشنودی میں خدا کی خوشنودی ہے جو کہ جناب سیّدہ سلام اللہ علیہا کی عصمت کی دلیل ہے۔

جناب زہرا سلام اللہ علیہا کی عملی زندگی کے مختلف پہلو

عملی زندگی میں خانہ داری اور تربیت اولاد اہم ترین امور رہے۔ اسی طرح امور رسالت میں خدمتِ پدر کے علاوہ عبادت الٰہی کا وہ شغف تھا کہ رات بھر مصلے پر کھڑے رہنے کی بنا پر پیروں پر ورم آجاتا تھا جبکہ آپ سلام اللہ علیہا کی کل زندگی ۱۸ سال کی ہے۔ (حیاۃ السیدۃ الزہرا سلام اللہ علیہا)

حسن بصری نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ امت اسلامیہ میں اس وقت جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے زیادہ عابد و زاہد کوئی نہیں تھا۔ (مناقب ابن شہر آشوب ۳ (۳۴۱)، ربیع الابرار ۲ (۱۰۴))

جناب معصومۂ عالم سلام اللہ علیہا کی دینی خدمات میں وہ تمام رشتے بھی شامل ہیں جن سے دین اسلام

منظرعام پر آیا یا باقی رہ گیا۔

اسلامی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ اسلام دنیا میں آیا تو جناب معصومہ سلام اللہ علیہا کے پدر بزرگوار کے ذریعے، پھیلا تو ان کے شوہر کے مجاہدات کے ذریعے اور باقی رہ گیا تو ان کے فرزندوں کی قربانی کے ذریعے۔اس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ آپ سلام اللہ علیہا جب باپ،شوہر یا بچوں کی خدمت کرتی تھیں اور انھیں کسی بھی طرح کا سہارا دیتی تھیں تو یہ رشتے کی خدمت نہیں تھی بلکہ دین الٰہی کی خدمت تھی۔

جس کا واضح ثبوت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیا ہوا لقب ''ام ابیھا'' ہے کہ جس طرح فرزند، دنیا کے مصائب کے برداشت کرنے کے بعد جب ماں کے زیر سایہ آجاتا ہے تو اسے سکون مل جاتا ہے، اسی طرح میرے لئے فاطمہ سلام اللہ علیہا کا وجود ہے کہ جب مصائب کی دھوپ اور جہاد کی منزلوں سے گزر کر گھر آتا ہوں تو فاطمہ سلام اللہ علیہا کا وجود میرے لئے نئے سکون اور نئے حوصلے کا باعث بن جاتا ہے۔

یہی کیفیت خدمت امیر المومنین علیہ السلام کی تھی کہ اگر آپ سلام اللہ علیہا ان کی تلوار کو صاف کرتی تھیں تو یہ ایک شوہر کی خدمت نہیں تھی بلکہ دین اسلام کی خدمت تھی اور اس کا بہترین ثبوت یہ ہے کہ دنیا کی کوئی عورت بحیثیت عورت اس بات کو برداشت نہیں کرسکتی ہے کہ اس کا شوہر ایسے معرکوں میں چلا جائے جہاں جنگ کا مناسب سازو سامان نہ ہو اور مقابلے کا انجام بظاہر قتل کے علاوہ کچھ نہ ہو۔لیکن جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے ایک مرتبہ بھی یہ نہ کہا کہ آپ دوسرے مسلمانوں کو جانے دیجئے اور دختر پیمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سہاگ کا تحفظ کیجئے۔جس کے پیچھے آپ سلام اللہ علیہا کا جذبہ قربانی بھی تھا اور تبلیغ وترویج دین کی لگن بھی تھی جبکہ دنیا میں اس سے بڑی خدمت دین کا تصور بھی نہیں ہوسکتا ہے۔

آپ سلام اللہ علیہا کے تعلیمی کارناموں میں گھر کے افراد کے علاوہ گھر کی خادمہ فضّہ سلام اللہ علیہا کا متکلمہ بالقرآن ہونا بھی شامل ہے جس کی مثال آج تک دنیا کے کسی گھرانے میں نہیں پیدا ہوسکی ہے اور اگر کہیں ایسے افراد پیدا ہوئے ہیں تو وہ بھی فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہی کے گھرانے اور ان کی اولاد ہی کے افراد ہیں جنھوں

نے جدۂ ماجدہ کے کردار کو نگاہ میں رکھ کر گھر کے ماحول کی تشکیل کی ہے اور بالآخر اس کا نتیجہ حاصل کرلیا۔

کاش اُمّتِ اسلامیہ میں واقعاً یہ شعور بیدار ہو جائے اور ہر گھر سے تلاوتِ قرآن کی آواز بلند ہونے لگے اور امت دوبارہ فہمِ قرآن کے راستہ پر لگ جائے۔

مگر افسوس کہ راہِ مذہب میں چند درہم و دینار خرچ کر دینے والوں کا چرچا سارے عالم اسلام میں ہوتا رہتا ہے اور بھرا گھر لٹا دینے والی خاتون کا ذکر کرتے ہوئے محدث کی زبان گنگ ہو جاتی ہے اور مورخ کا قلم جلد تھک جاتا ہے۔

اسلامی مجاہدات میں براہ راست بھی معصومۂ عالم سلام اللہ علیہا کی شرکت کا تذکرہ تاریخ میں اس تسلسل کے ساتھ پایا جاتا ہے کہ احد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاج کا ذکر مسند احمد حنبل (۳۳۰)، (۳۳۴) اور سیرۃ ابن ہشام ۳ (۲۰۶) میں ہے۔

پھر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت آخر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا ہی کے زانو پر تھا اور باپ نے بیٹی ہی کے زانو پر دم توڑا تھا جو کمالِ ارتباط کی بہترین دلیل ہے کہ جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش میں فاطمہ سلام اللہ علیہا نے آنکھیں کھولی تھیں۔ اسی طرح فاطمہ سلام اللہ علیہا کی آغوش میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنکھیں بند کی ہیں۔

آغاز مصائب

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد کے ایام جناب زہرا سلام اللہ علیہا کی زندگی کے سخت ترین ایام تھے۔ ایک طرف رحلت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غم تو دوسری طرف امت کے وہ مظالم تھے کہ حق خلافت سے مولائے کائنات علیہ السلام کو محروم کر کے خاندان عصمت کو ایسی تکالیف سے دوچار کیا گیا کہ ایک طرف جناب زہرا سلام اللہ علیہا کے دروازے کو آگ لگائی گئی اور دروازہ پہلوئے سیدہ سلام اللہ علیہا پر گرایا گیا جس کے نتیجے میں سیدہ سلام اللہ علیہا کے شکم میں محسن علیہ السلام شہید ہو گئے۔ یہ تمام مظالم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلمہ پڑھنے والوں نے کئے جس

پر تاریخ کی کتابیں گواہ ہیں۔ مظالم کی کیفیت اتنی شدید تھی کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا اپنے ہی شہر میں وہ نوحہ کرتی ہوئی نظر آئیں جسے تاریخ نے ان الفاظ میں تحریر کیا کہ جناب زہرا سلام اللہ علیہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتی ہیں کہ ''بابا آپ کے بعد مجھ پر وہ مصائب ڈھائے گئے کہ اگر روز روشن پر پڑتے تو تاریک راتوں میں تبدیل ہوجاتے''۔ ان تکالیف کے علاوہ جناب زہرا سلام اللہ علیہا کو ان کے بابا کی طرف سے دی گئی جاگیر سے بھی محروم کردیا گیا۔

جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے مربوط مسائل پر خاص توجہ کی وجہ

عمومی طور پر ابتدائی دورِ اسلام کے مسائل اور بالخصوص بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے مربوط مسائل کی جانب علماء امامیہ کی خاص توجہ رہی ہے، جب کہ ماجرۂ فدک ان سب میں حساس ترین مسئلہ رہا ہے۔ جناب زہرا سلام اللہ علیہا سے مربوط مسائل کا اہم ہونا دو وجوہات کی بنا پر ہے۔

الف: ایک وجہ تو ان کی عصمت اور پاکیزگی وطہارت کا یقینی ہونا ہے جس کی سند خود کتاب خدا اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جس کی وجہ سے ان کا مقام پیشِ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت بلند مرتبہ اور عظیم منزلت والا ہے۔

ب: بعداز وفاتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے متعلقہ مسائل اور واقعات کا مسئلہ امامت وخلافت سے بلاواسطہ اور گہرا تعلق ہونا۔

لہٰذا بہت واضح ہے کہ شہزادی کونین سلام اللہ علیہا، اہلبیت کرام علیہم السلام اور ان کے چاہنے والوں کی، بعداز وفاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقعات میں بالخصوص المیۂ فدک کی جانب خاص توجہ کی وجہ صرف یہی نہیں تھی کہ یہ ہمارا حق ہے، جو کہ ایک باغ تھا اور اقتصادی ومالی اعتبار سے اس کی اہمیت تھی، بلکہ یہ سمجھانا تھا کہ اسلام کی بنیادیں خراب کی جارہی ہے، حق و باطل کی تمیز اور قرآن وسنت کے احکام کا مذاق اڑایا جارہا

ہے۔اسلامی معاشرے کو اسلامی تعلیمات اور سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منحرف کر کے جاہلیت کے زمانے کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔آیاتِ خدا کے مقابلے میں من گھڑت حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ لا رہے ہیں جو خود چند دن پیشتر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کے کلام کو سنے اور لکھنے کے روادار نہ تھے اور ہذیان گوئی پر حمل کر رہے تھے۔

جبکہ قرآن کہہ رہا ہے:

وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا (سورہ حشر، آیت ۷)

ترجمہ: جو تمھارا رسول دے وہ لے لو جسے ترک کرنے کا کہے اسے چھوڑ دو۔

اس جانب شہزادی نے اپنے اس خطبہ میں توجہ دلائی جو دربار خلافت میں دیا:

اتقولون مات محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نخطب جلیل استو سع وھنہ واستھر فتقہ[ع] والفق رتقہ

ترجمہ: کیا تم یہ کہتے ہو کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور ان کے انتقال سے ساری باتیں ختم ہو گئیں اب ان کے خاندان کو بھلا دینا چاہیے ان کی سنت کو پامال کر دینا چاہیے۔

(خطبہ شہزادی کونین سلام اللہ علیہا)

غصبِ فدک کی المناک داستان

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے مصائب میں ایک عظیم باب غصب فدک کا بھی ہے۔جس میں سیاسی سازشیں اور واقعات کے نشیب و فراز شامل ہیں۔صدر اسلام کی تاریخ اور واقعات کو سمجھنے کے لئے داستان فدک بہترین کلید ہے۔

بحث شروع کرنے سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ فدک کیا تھا؟ اور کہاں تھا؟ مؤرخین اور اربابِ لغت کے بقول فدک ایک آباد اور زرخیز علاقہ تھا جو حجاز کی سرزمین پر خیبر کے نزدیک واقع تھا۔

مدینہ سے دو یا تین دن کے فاصلے پر۔ بعض لوگوں نے اس فاصلے کو ایک سو چالیس (۱۴۰) کلومیٹر لکھا ہے۔ اس میں جاری چشمہ اور بہت سارے درخت تھے اور حجاز میں خیبر کے بعد یہودیوں کا مرکز شمار کیا جاتا تھا جسے آجکل حائط یا حویط کہا جاتا ہے۔

یہ سرسبز اور آباد علاقہ کس طرح پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا۔ اس سلسلے میں مشہور یہ ہے کہ جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح خیبر سے واپس تشریف لائے۔ تو خداوندِ عالم نے فدک کے یہودیوں کے دلوں میں جو کہ بہت سخت تھے رعب و وحشت طاری کر دیا۔ انھوں نے اپنا ایک نمائندہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ جس نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صلح کی اور اس کے بدلے فدک کا آدھا حصّہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دیا۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو قبول فرمالیا اور صلح نامہ پر دستخط کر دیئے۔

اس طرح یہ فدک رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص ملکیت ہو گیا۔ کیوں کہ قرآن مجید کی وضاحت کے مطابق وہ چیز جو جنگ کئے بغیر مسلمانوں کو ملے وہ صرف رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق ہے اور وہ بقیہ جنگی غنیمتوں کی طرح تقسیم نہیں ہوگی۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فدک اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور اسے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے حوالے کر دیا۔

یہ بات ''یاقوت حموی'' نے ''معجم البلدان'' اور ''ابن منظور اندلسی'' نے ''لسان العرب'' اور دوسروں نے اپنی اپنی کتابوں میں تحریر فرمائی ہے۔

''طبری'' نے اپنی تاریخ میں اور ''ابن اثیر'' نے ''کامل'' میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور بہت سے مؤرخین نے یہ بات لکھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات میں فدک حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو عطا کر دیا تھا۔

اس عطیہ کو بہت سے مفسرین نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔

من جملہ ''جلال الدین سیوطی'' جو اہلِ سنت کے مشہور و معروف مفسر ہیں انھوں نے اپنی تفسیر ''درالمنثور'' میں سورۂ روم کی اڑتیسویں آیت ''وات ذاالقربی حقہ'' یعنی (قرابت داروں کو

ان کا حق دے دو) کے ذیل میں ''ابو سعید خدری'' سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو بلایا اور فدک ان کو عطا کر دیا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

لما نزل قوله تعالیٰ ''وات ذاالقربی حقه اعطیٰ رسول الله صلی الله علیه وآله فاطمة فدکا''

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے فرمایا:

اے فاطمہ سلام اللہ علیہا یہ فدک تمہاری ملکیت ہے۔ (کنز العمال، ج ۲، ص ۱۵۸)

اسی لیے جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے دربار خلافت میں خلیفۂ وقت سے فرمایا: فدک مجھے دے دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو مجھے عطا فرمایا ہے۔

(فتوح البلدان، صفحہ ۳۸ والغدیر، علامہ امینی، ج ۷، ص ۱۹۱)

اسی آیت کے ذیل میں اسی طرح کی روایت جناب ابن عباس سے بھی نقل ہوئی ہے۔

اس سلسلے میں بہترین دلیل نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا یہ قول ہے کہ:

''ہاں آسمان کے نیچے ہمارے پاس بس ایک فدک تھا۔ لیکن بعض لوگوں نے اس میں بخل سے کام لیا اور بعض شریفوں نے سخاوت سے کام لیتے ہوئے اس سے نظریں اٹھا لیں اور بہترین فیصلہ کرنے والا تو خدا ہے۔''

(نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۴۵، خطاب بہ عثمان بن حنیف)

اس سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں فدک حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے ہاتھوں میں تھا، لیکن بعد میں یہ ان سے چھین لیا گیا۔ حضرت علی علیہ السلام اور ان کی اہلیہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے اس کی طرف سے نگاہیں ہٹا لیں۔ یہ چشم پوشی یقیناً رضا و رغبت سے نہیں تھی۔ ورنہ خدا کو بہترین فیصلہ کرنے والا ''نعم الحکم اللّٰه'' ذکر کرنا کوئی مفہوم

نہیں رکھتا۔ یہ جملہ بتا رہا ہے کہ اس سے مجبوراً صرفِ نظر کیا ہے۔اور خدا کے حکم کی امید ہے۔

اکثر شیعہ علماء نے اپنی معتبر کتابوں میں اس سلسلہ میں روایتیں ذکر کی ہیں جن میں سے بعض کے نام نامی یہ ہیں۔

جناب ''کلینیؒ'' نے اس موضوع سے ''کافی'' میں، جناب ''صدوق'' اور جناب ''محمد بن مسعود عیاشی'' نے اپنی تفسیر میں اور جناب ''علی بن عیسیٰ اربلی'' نے ''کشف الغمہ'' میں اور بہت سے علماء نے اپنی اپنی تفسیر، تاریخ اور حدیث کی کتابوں میں مختلف روایتوں کا تذکرہ کیا ہے۔ان تمام روایات سے اختصار کے پیش نظر صرفِ نظر کی جارہی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے املاک میں اس علاقہ کو جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے حوالے کر دینا کوئی نیا کام نہیں تھا بلکہ آپ نے دوسرے افراد کو بھی دوسرے اموال عطا فرمائے تھے جس کی تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ جناب ابوبکر کو بنی نصیر کا علاقہ عنایت فرمایا جس کا تذکرہ مغازی (۳۷۹)، فتوح (۲۷) طبقات ابن سعد (۴۱) پر پایا جاتا ہے۔

۲۔ عمر کو جرم کا علاقہ دیدیا تھا جس کا ذکر السیر ۃ الحلبیہ ۲ (۲۸۴) پر کیا گیا ہے۔

۳۔ عبد الرحمان بن عوف کو سوالہ کا علاقہ دیدیا تھا (وفاء الوفاء (۱۲۹۶))

۴۔ زبیر بن عوام کو لویلہ کا علاقہ بخش دیا گیا (مسند احمد ۲ (۳۴۷))

۵۔ سہل بن حنیف اور ابو دجانہ انصاری کو خرائج کی زمین دیدی گئی۔

۶۔ یحییٰ بن آرم اور حبیب بن سنان کو ضراطہ کا علاقہ دیدیا گیا۔ (تاریخ الخمیس (۴۶۳))

فدک کی آمدنی ۲۴ ہزار دینار سالانہ تھی لہٰذا امت کے منہ میں پانی آ گیا اور ہر ایک کا خیال پیدا ہو گیا کہ کسی طرح اس علاقہ پر قبضہ کر لیا جائے۔اُدھر ارباب حکومت کو یہ خطرہ بھی تھا کہ اتنی کثیر آمدنی کسی وقت بھی امت کو حضرت علیؑ کی طرف موڑ سکتی ہے۔اگر کل لاکھوں افراد نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کی

ماں خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی دولت دیکھ کر کلمہ پڑھ لیا تھا تو آج فاطمۃ سلام اللہ علیہا کی دولت ان کے شوہر کا حق بھی دلوا سکتی ہے۔

چنانچہ اسی خطرے کے پیش نظر علاقہ پر قبضہ کرلیا گیا اور پھر اسے سرکاری مصلحت میں خرچ کیا جانے لگا اور اس کے ذریعہ حکومت کو یوں مستحکم بنالیا گیا کہ آخر کار سارا علاقہ بنی مروان کے قبضہ میں چلا گیا اور اولاد فاطمۃ سلام اللہ علیہا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے حق سے محروم ہوگئی۔

فدک کے علاوہ جناب فاطمۃ سلام اللہ علیہا کے مدینہ میں سات باغ تھے جنھیں سرکاری تحویل میں لے لیا گیا اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو اس قدر رنج دیا گیا کہ آپ نے مرتے دم تک اپنے غاصبوں سے بات تک نہیں کی اور اسی غیظ و غضب کے عالم میں دنیا سے رخصت ہوگئیں۔

سیاسی اسباب

جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے فدک چھین لینا کوئی معمولی کام نہیں تھا جس کا تعلق صرف اقتصادی پہلو سے ہو۔ یہ مسئلہ اقتصادی مسئلے سے زیادہ سیاسی تھا۔ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد حکومت پر قابض ہوگئے تھے ان کا منشا کچھ اور تھا۔ فدک کو اس وقت کے دوسرے واقعات سے جُدا نہیں کیا جاسکتا ہے، بلکہ فدک اسی سلسلے کی ایک کڑی اور پورے منصوبے کا ایک حصّہ ہے۔

اس تاریخی غصب کے چند اسباب ہوسکتے ہیں:

ا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کے ہاتھوں میں فدک کا ہونا ان کے لئے ایک معنوی فضیلت اور برتری کا سبب تھا اور یہ خود اس بات کی دلیل تھی کہ خاندان رسالت کو خدا اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں کتنی عظمت و منزلت حاصل ہے۔ جیسا کہ شیعہ اور سنّی روایتوں میں ملتا ہے جس کا تذکرہ ہم کر چکے ہیں کہ اس آیت ''وَ آتِ ذَاالْقُرْبیٰ حَقَّہٗ'' کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنابِ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو بلایا اور ''فدک'' ان کو بخش دیا۔

یہ بات واضح ہے کہ اس تاریخی پس منظر کے ساتھ فدک کا خاندانِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں میں

ہونا اس بات کا سبب ہوتا کہ لوگ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے آثار، خاص کر خلافت اور حکومت کو بھی اہلِ بیت علیہم السلام میں تلاش کرتے اور یہ ایسی بات نہیں تھی کہ غاصبانِ خلافت اس کو آسانی سے برداشت کر لیتے۔

۲) اقتصادی اعتبار سے بھی یہ ایک اہم مسئلہ تھا جس کا اثر سیاست پر بھی پڑتا کیونکہ اگر حضرت علی علیہ السلام اور ان کے خاندان کے افراد اقتصادی مشکلات میں گرفتار ہوتے تو اس طرح ان کی سیاسی قوّت بھی کمزور ہو جاتی۔ دوسرے لفظوں میں اگر فدک ان کے پاس ہوتا تو ان کے پاس اتنے امکانات فراہم ہو جاتے جو ان کی ولایت اور حکومت میں مددگار ہوتے جس طرح اسلام کے ابتدائی دنوں میں جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی دولت نے اسلام کی ترقی میں بے پناہ مدد کی۔

یہ طریقہ ساری دنیا میں رائج ہے کہ جب کسی شخصیت یا ملک کو معاشرے سے جدا کر کے گوشہ نشین کرنا چاہتے ہیں تو اس کی اقتصادی ناکہ بندی کر دیتے ہیں۔ تاریخ اسلام میں ہمیں ملتا ہے کہ مشرکین مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین سال تک ''شعبِ ابی طالب'' میں اقتصادی ناکہ بندیوں میں قید رکھا تا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام نہ پھیلا سکیں۔

سورۃ منافقین کی اس آیت ''لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ میں منافقین کی سازش کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو خدا کے فضل سے ابتدائی مراحل ہی میں ختم ہو گئی۔ اس لئے کوئی تعجب نہیں ہے کہ اس وقت کے مخالفین بھی یہی سوچ رہے ہوں کہ خاندان رسالت سے اس سرمایہ کو لے کر ان کو اقتصادی پریشانیوں میں مبتلا کر دو، انہیں گوشہ نشین کر دو، ان کے امکانات محدود کر دو تا کہ وہ کچھ نہ کر سکیں۔

۳) اگر غاصبان خلافت حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو فدک، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث سمجھ کر دے دیتے یا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تحفہ ہی سمجھ کر واپس کر دیتے تو ان سے خلافت کا بھی مطالبہ کیا جا سکتا تھا۔

اس بات کی طرف اہل سنت کے مشہور و معروف دانش مند ''ابن ابی الحدید معتزلی'' نے اپنی کتاب

''شرح نہج البلاغہ'' میں بڑے اچھے انداز میں اشارہ کیا ہے۔

لکھتے ہیں:-

میں نے اپنے استاد، مدرسہ بغداد کے مدرّس ''علی بن فارقی'' سے سوال کیا: ''کیا فدک کے مطالبہ میں جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا حق پر تھیں؟''

فرمایا۔ ''ہاں''

میں نے کہا: پھر خلیفہ نے ان کو واپس کیوں نہیں کیا۔ جب کہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا اپنے دعویٰ میں سچی تھیں؟

وہ مسکرائے اور بہت ہی لطیف اور طنزیہ انداز میں فرمایا۔ گرچہ ان کی عادت مذاق کی نہ تھی: ''اگر اس دن ابوبکر فدک صرف ان کے مطالبہ پر ان کو دے دیتے تو کل وہ اپنے شوہر کے لئے خلافت کا مطالبہ کرتیں، اور اس کو اس کی جگہ سے ہٹا دیتیں اور اس کے پاس کوئی عذر اور بہانہ نہ ہوتا۔ کیونکہ وہ فدک دینے کے بعد اس بات کو قبول کر چکا ہوتا کہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا جو بھی مطالبہ کرتی ہیں وہ صحیح کرتی ہیں اس کے لئے کسی دلیل اور گواہ کی ضرورت نہیں ہے''۔

اس کے بعد ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ: ''یہ ایک حقیقت ہے گرچہ میرے استاد نے اس کو مذاق میں بیان فرمایا ہے''۔

اہل سنت کے ان دو بزرگ دانش مندوں کے اعتراف سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ فدک کی ایک سیاسی اہمیت تھی جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

جیسا کہ تاریخ اسلام کی چند صدیوں میں اس علاقہ کی تاریخ دیکھنے سے واضح بھی ہو گیا کہ کس طرح یہ ایک کے پاس سے دوسرے کے پاس جاتا رہا اور ہر خلیفہ کا اس کے بارے میں خاص موقف رہا۔

فدک کا حدُ ودار بعہ اور مسئلہ خلافت

جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ ظاہراً فدک وہ سرسبز وشاداب علاقہ تھا جو خیبر کے نزدیک تھا اور اس کا حدودار بعہ ایسا نہیں ہے جو لوگوں کو معلوم نہ ہو۔ لیکن جس وقت ''ہارون رشید'' نے حضرت ''امام موسیٰ کاظم علیہ السلام'' کی خدمت میں عرض کیا کہ:

''حدفد کا حتی اردھا الیك''

آپ علیہ السلام فدک کے حدود بتائیں تا کہ آپ کو واپس کر دوں۔

امام علیہ السلام نے جواب دینے سے انکار کیا۔ ہارون نے برابر اصرار کیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: ''میں اس کی بس واقعی حد بیان کروں گا اور وہی لوں گا''۔

ہارون نے کہا: ''اس کی واقعی حد کیا ہے؟''

امام علیہ السلام نے فرمایا: ''اگر میں اس کی واقعی حد بیان کروں گا تو تم راضی نہیں ہو گے''۔

ہارون نے کہا: ''آپ کو اپنے جدّ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قسم، آپ اس کی واقعی حد بیان فرمائیے''۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ''اس کی پہلی حد عدن کی سرزمین ہے''۔

جب ہارون نے یہ سُنا اس کے چہرے کا رنگ اتر گیا اور اس نے کہا: ''عجب عجب....''

امام علیہ السلام نے فرمایا: ''اس کی دوسری حد سمرقند ہے''۔

ہارون کے چہرے کا رنگ اترتا جاتا تھا اور پریشانی ظاہر ہوتی جاتی تھی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ''اس کی تیسری حد افریقہ ہے''۔

یہ سن کر ہارون کا رنگ اس کے دل کی طرح بالکل سیاہ ہو گیا اور کہنے لگا: ''عجب...''۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ''اس کی چوتھی حد دریائے جزر اور ارمنستان کے سواحل ہیں''۔

ہارون نے کہا: ''اس طرح تو ہمارے لئے کچھ باقی ہی نہیں بچا۔ ایسا ہے آپ میری جگہ بیٹھ جایئے اور حکومت کیجئے''۔ (یعنی جو کچھ آپ نے بیان فرمایا وہ اسلامی ملک کی تمام سرحدیں ہیں)

امام علیہ السلام نے فرمایا: ''میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا جب میں حدیں بیان کروں گا تو تم ہرگز مجھے نہیں دو گے''۔

اس کے بعد ہارون نے یہ ارادہ کرلیا کہ اب امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو قتل کردیا جائے۔

(بحارالانوار ج ۴۸ ص ۱۴۴)

اس حدیث سے یہ بات بالکل صاف اور واضح ہوجاتی ہے کہ ''فدک'' کا براہ راست ''خلافت'' سے تعلق ہے اور یہ بھی واضح ہوجاتا ہے جو چیز یہاں درپیش ہے وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت ہے جس کو غصب کرلیا گیا ہے۔ اگر ہارون فدک کو واپس کرنا چاہتا تو اس کو خلافت بھی واپس کرنا پڑتی اور اسی احساس نے اس کو اس بات کی طرف متوجہ کیا کہ اگر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو طاقت وقوت مل گئی تو اس کو تخت خلافت سے نیچے کھینچ لیں گے۔ اسی لئے اس نے حضرت امام علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا اور آخر کار قتل کروادیا۔

فدک اور اہلبیت علیہم السلام

یہ بات توجہ کے قابل ہے کہ جب پہلی مرتبہ ''فدک غصب کیا گیا'' اس کے بعد سے کبھی بھی ائمہ معصومین علیہم السلام نے اس میں کوئی دخالت نہیں کی۔ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے دورِ حکومت میں بھی اس میں دخالت نہیں کی اور نہ کسی دوسرے امام نے۔ ''عمر بن عبدالعزیز'' یا ''مامون'' نے جب ائمہ کو واپس کرنا چاہا تو انھوں نے اس کو قبول نہیں کیا۔

یہاں یہ سوال ذہنوں میں ضرور ابھرتا ہے کہ آخر اس موقف کی کیا وجہ تھی؟ جس زمانے میں حضرت علی علیہ السلام ملّتِ اسلامیہ کے حاکم تھے، انھوں نے فدک واقعی حقداروں کو واپس کیوں نہیں کردیا؟ مامون، جو امام رضا علیہ السلام سے عقیدت کا اظہار کرتا تھا، اس نے یہ فدک خود حضرت کی خدمت میں کیوں نہیں پیش کیا؟ بلکہ جناب ''زید بن علی علیہ السلام بن الحسین علیہ السلام'' کی اولاد میں سے ایک کو بنی ہاشم کا نمائندہ قرار

دے کر واپس کیا؟

ہاں اس تاریخی سوال کے بارے میں اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے:

جہاں تک حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کا مسئلہ ہے تو انھوں نے ساری باتیں چند مختصر جملوں میں بیان فرمادی ہیں۔

''ہاں! دنیا میں آسمان کے نیچے ہمارے پاس بس ایک ''فدک'' تھا۔ بعض لوگوں نے اس سلسلے میں بخل سے کام لیا جب کہ دوسرے لوگوں نے سخاوت سے کام لیتے ہوئے اس سے صرفِ نظر کیا اور خدا تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔(نہج البلاغہ۔نامہ ۴۵)

حضرت نے عملی طور پر ثابت کردیا کہ وہ فدک کو اقتصادی لحاظ سے نہیں چاہتے ہیں۔اس وقت بھی جب ان کی شریکِ حیات جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے یہ مسئلہ پیش کیا تھا وہ حضرت کی خلافت ثابت کرنے کے لئے اور لوگوں کو انحراف سے روکنے کے لئے تھا۔اب جب بات گذر چکی ہے اور فدک نے فقط ایک مادی حیثیت اختیار کرلی ہے تو اب اس کو لینے سے کیا فائدہ؟

عظیم الشان شیعہ عالم اور محقق جناب سیّد مرتضیٰؒ نے اس سلسلہ میں بہت ہی پر معنی بات کہی ہے کہ جب خلافت حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھوں میں آئی اور فدک واپس لینے کے بارے میں آپ علیہ السلام سے کہا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:''مجھے وہ چیز واپس لیتے ہوئے اچھا نہیں لگتا جس سے ایک خلیفہ نے منع کیا ہو اور دوسرے نے اس کو صحیح قرار دیا ہو''۔

اس طرح حضرت علیہ السلام نے اپنی عظمتِ نفس اور فدک کے بارے میں اپنی بے نیازی کا بھی اظہار فرمایا ہے اور اس کے اصلی غاصبین کی بھی نشاندہی فرمائی ہے۔

جہاں تک ان خلفاء کا سوال ہے جو ظاہراً اہلبیت علیہم السلام سے عقیدت کا اظہار کرتے تھے انھوں نے فدک ائمہ معصومین علیہم السلام کو واپس کیوں نہیں کیا؟ انھوں نے ''زید بن علی علیہ السلام بن الحسین علیہ السلام '' کے پوتوں یا کسی گمنام بنی ہاشم کو نمائندہ بنا کر کیوں واپس کیا؟

اس کی دو وجوہات ہوسکتی ہیں:

۱) ائمہ معصومین علیہم السلام کبھی بھی اس کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھے کیوں کہ اس زمانے میں فدک کی مادی حیثیت زیادہ تھی۔ اگر لے لیا جاتا تو لوگ اس کو دنیا پرستی سے تعبیر کرتے، اس کی کوئی معنوی حیثیت نہ ہوتی۔ اس لئے ایسی صورت میں ائمہ علیہم السلام کا فدک کو قبول کرنا بہت ہی معمولی بات ہوتی۔ اس کے علاوہ فدک واپس لینے کے بعد وہ خلفاء کے خلاف کچھ کہہ نہیں سکتے تھے کیوں کہ جب ائمہ معصومین علیہم السلام ان کی مرضی کے خلاف کچھ کام کرنا چاہتے یا کچھ کہنا چاہتے تو یہ لوگ فدک واپس لے لیتے اور یہ مشہور کرتے چونکہ ہم نے ان سے فدک لے لیا ہے اس لئے یہ ہماری مخالفت کررہے ہیں۔ اس مخالفت کا سبب دین نہیں دنیا ہے اور اس طرح خلفاء کے خلاف ائمہ معصومین علیہم السلام کی خاموش تحریک متاثر ہوتی۔

۲) خلفاء جور اس بات کو پسند کرتے تھے کہ ائمہ علیہم السلام مادی اعتبار سے آسودہ نہ ہونے پائیں جیسا کہ ہمیں ملتا ہے کہ جب ''ہارون'' مدینہ آیا تو اس نے ''امام موسیٰ کاظمِ علیہ السلام'' کا غیر معمولی احترام کیا جو اس کے فرزند مامون کے لئے بالکل عجیب تھا۔

لیکن جب تحفہ دینے کی نوبت آئی تو ہارون نے امام موسیٰ کاظمِ علیہم السلام کی خدمت میں بہت ہی معمولی قیمت کا تحفہ بھیجا۔ اس طرزِ عمل سے مامون کو اور زیادہ تعجّب ہوا۔ اس نے سوال کیا۔ آپ نے احترام غیر معمولی کیا اور تحفہ نہایت معمولی۔ ہارون نے جواب دیا۔ ہمیں ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جس سے وہ طاقتور ہوں اور ہمارے خلاف قیام کریں۔

تاریخی مقدمہ

ہم یہ بات ذکر کر چکے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو فدک دیا تھا اور اس بات کو شیعہ اور سنی دونوں علماء نے نقل کیا ہے۔ اور اس بات کو بھی ذکر کر چکے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

رحلت کے بعد حکومتِ وقت نے اس کو زبردستی حاصل کرلیا اور جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے نمائندوں کو وہاں سے باہر نکال دیا۔ اور اس کا تذکرہ اہلسنت کے ان مشہور علماء نے اپنی کتابوں میں کیا ہے۔ ''ابن حجر'' نے ''صواعق'' میں، ''سمہودی'' نے ''وفاء الوفاء'' میں اور ''ابن ابی الحدید'' نے ''شرح نہج البلاغہ'' میں۔

جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے دو طرح سے اپنے حق کا مطالبہ کیا:

ایک یہ ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بطور تحفہ دیا تھا اور جب یہ بات قبول نہیں کی گئی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحفہ دیا تھا تو میراث کے طور پر۔

پہلی بات کے سلسلے میں جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے ''حضرت علی علیہ السلام'' اور جناب ''ام ایمن رضی اللہ عنہا'' کو گواہ کے طور پر خلیفہ کے سامنے پیش کیا۔ اس وقت خلیفہ نے یہ بہانہ تراشا کہ گواہی کے لئے دو مردوں کا ہونا ضروری ہے اور اس بات کو قبول نہیں کیا۔

اور دوسری بات کے سلسلے میں خلیفہ اوّل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس خود ساختہ حدیث کا سہارا لیا۔

انا معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقة

ترجمہ: ہم انبیاء کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے، جو کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں وہ سب صدقہ ہے اور اس طرح اس دوسری بات کو بھی ماننے سے انکار کر دیا۔

جب کہ ایک مختصر سے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ غاصب حکومت نے اپنے اس عمل میں کم از کم دس غلطیاں کی ہیں۔ ہم اس کی فہرست یہاں بیان کرتے ہیں۔ گرچہ ہر ایک کے لئے ایک بحث درکار ہے۔ جس کے لیے تفصیلی کتابوں کی جانب رجوع کریں۔

۱) حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ''ذوالید'' تھیں۔ یعنی فدک ان کے ہاتھوں میں تھا ان کے تصرّف میں تھا اور تمام اسلامی قوانین کی نظر اور عقلاء کے قوانین کی رو سے ذوالید (مالک) سے گواہ کا مطالبہ نہیں ہوتا۔

مگر یہ کہ مالک کی ملکیت کے خلاف اوراس کے بے جا تصّرف پر کوئی واضح دلیل موجود ہو۔مثلاً اگر کوئی شخص کسی گھر میں رہ رہا ہے اور وہ اس کی ملکیت کا مدعی ہے تو جب تک اس کی ملکیت کے خلاف کوئی واضح دلیل موجود نہ ہو اس وقت تک اس کو گھر سے نکالا نہیں جا سکتا ہے اوراس صورت میں اس بات کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ وہ اپنی مالکیت کے لئے کوئی دلیل پیش کرے، کوئی گواہ پیش کرکے بلکہ خود یہی تصرف (خواہ وہ تصرف کرر ہا ہو یا اس کا نمائندہ) اس کی ملکیت کی بہترین دلیل ہے۔

۲) خود جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی تنہا گواہی اس سلسلے میں کافی تھی کسی اور گواہی کی قطعاً ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ وہ آیۂ تطہیر اور مشہور ومعروف حدیث، حدیثِ کساء (جس کو اہلسنت کے علماء نے اپنی کتابوں میں اور صحاح میں نقل کیا ہے) کی بنا پر معصومہ ہیں۔ خداوند عالم نے ہر طرح کے رجس، نجاست اور برائیوں کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام، حضرت فاطمہ علیہا السلام اور امام حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام سے دور رکھا ہے اوران کو ہر گناہ سے پاک و پاکیزہ قرار دیا ہے۔اب جس ذات کے کردار کی ضمانت خداوند عالم نے لی ہو اس کے لئے کیونکر ممکن ہے کہ وہ کوئی دعویٰ کرے اور وہ غلط ہو اور لوگ اس کو شک وتردید کی نگاہ سے دیکھیں!!!

۳) اس کے علاوہ حضرت علی علیہ السلام کی تنہا گواہی بھی کافی تھی کیوں کہ وہ بھی معصوم ہیں۔آیۂ تطہیر اور دیگر آیات وروایات کے علاوہ یہ حدیث بھی اس بات پر گواہ ہے:

''الحق مع علی و علی مع الحق یدورمعه حیثما دار''۔

یعنی: ''حق علی علیہ السلام کے ساتھ اور علی علیہ السلام حق کے ساتھ ہیں۔ جہاں وہ ہیں وہاں حق ہے''۔

(شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج۱۶ ص ۲۱۷)

یہ حدیث اس حقیقت کی گواہ ہے کہ حق کا محور علی علیہ السلام کی ذات ہے لیکن پھر بھی ان کی گواہی قبول نہیں!!!

کس میں اتنی جرات ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مذکورہ روایت جس کو شیعہ اور سنی دونوں نے نقل

کیا ہے، کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت علی علیہ السلام کی گواہی کو رد کر دے؟۔ مگر!

۴) خود ''امّ ایمن'' کی گواہی بھی تنہا کافی تھی، جیسا کہ ابن ابی الحدید نے نقل کیا ہے کہ ''امّ ایمن'' نے ان سے کہا کیا تم اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: ''میں اہلِ بہشت میں ہوں''۔ اگر تم اس کو قبول کرتے ہو تو میری گواہی رد کیوں کرتے ہو؟

(شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۱۶ ص ۲۱۷)

۵) ان تمام باتوں کے علاوہ اگر حاکم کو بعض قرائن سے کسی بات کا علم حاصل ہو جائے تو اس کے فیصلہ کے لئے کافی ہے۔ کیا مالکیت، تصرف، گواہیاں۔ (جن میں ہر گواہی اپنی جگہ کافی ہے) حاکم کے لئے علم کا سبب نہیں ہوتیں۔؟ ہاں ہوتیں ہیں اگر علم حاصل کرنا چاہے۔

۶) وہ حدیث جس میں انبیاء کرام علیہم السلام کے عدم ارث کا تذکرہ ہے اس کا انداز اور الفاظ اور ہیں۔ وہ اس طرح نہیں ہے جس طرح غاصبان فدک نے نقل کیا ہے۔ وہ حدیث اس طرح ہے:

''ان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درهما ولکن ورثوا العلم فمن اخذ منه اخذ بحظ وافر''۔

ترجمہ: انبیاء علیہم السلام نے درہم و دینار میراث نہیں چھوڑی ہے بلکہ انبیاء علیہم السلام کی میراث علم و دانش ہے۔ جو ان کے علمِ و دانشِ سے کوئی حصّہ حاصل کر لے اس نے وافر حصّہ لیا ہے۔

(کافی ج ۱ صفحہ ۳۴)

اس حدیث میں انبیاء علیہم السلام کی معنوی میراث کا تذکرہ ہے۔ اموال اور جائداد کی میراث سے اس کا کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ یہ روایت بالکل اسی طرح روایتوں کی طرح ہے کہ:

العلماء ورثه الانبیاء

ترجمہ: علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔

اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے جو جائیداد چھوڑی ہے اس میں بھی سارے علماء کا حق

ہے اور جو حدیث بیان کی گئی ہے وہ سراسر غلط ہے کیونکہ وہ حدیث قرآن مجید کی متعدد آیتوں کے خلاف ہے جن میں باقاعدہ وضاحت کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کی میراث کا تذکرہ کیا گیا ہے اوران آیتوں میں جس میراث کا تذکرہ کیا گیا ہے اس سے یہ واضح ہے کہ اموال و جائداد کی میراث مراد ہے صرف معنوی میراث کا سوال نہیں ہے۔

جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے اپنے مشہور ومعروف تاریخی خطبہ میں ان آیتوں کی طرف اشارہ کیا ہے اور کسی نے ایک لفظ بھی نہیں کہا کہ ان آیتوں میں معنوی میراث مراد ہے۔ جب کہ اس مجمع میں مہاجر اور انصار سب ہی موجود تھے۔

وہ آیات جنہیں بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش کیا وہ مندرجہ ذیل ہیں:

وورث سلیمان داود

ترجمہ: اور سلیمان علیہ السلام کو اپنے والد داؤد علیہ السلام سے میراث ملی (سورہ مریم آیت ۷)

جناب یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوا:

فهب لی من لدنك وليا يرثنی و يرث من آل يعقوب

ترجمہ: خدایا مجھے ایسا فرزند عطا کر جو میرا اور آل یعقوب علیہ السلام کا وارث ہو۔ (سورہ نحل آیت ۱۲)

۷۔ اگر خلیفہ کی پیش کردہ حدیث صحیح تھی تو کیا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج نے وہ حدیث سنی ہی نہیں اور خلیفہ وقت کے پاس اپنے حق کے مطالبہ کے لئے آئیں اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث سے اپنے حصّہ کا مطالبہ کیا۔ یہ واقعہ ''حموی'' نے اپنی کتاب ''معجم البلدان'' میں نقل کیا ہے جو شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۱۶ صفحہ ۲۲۸ پر بھی ہے۔

۸۔ اگر یہ حدیث صحیح تھی تو خلیفہ اوّل نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو فدک واپس کرنے کا حکمنامہ صادر کیوں کیا جس کو بعد میں خلیفہ دوم نے پارہ پارہ کر دیا۔

۹۔ اگر یہ حدیث صحیح تھی تو فدک کو صدقہ سمجھ کر تمام مستحقین کے درمیان تقسیم کر دینا چاہیے تھا اس کو

باقی کیوں رکھا گیا اور پھر خلیفہ دوم نے (جب بات گذر چکی تھی، جو کچھ ہونا تھا ہو چکا تھا) اپنے زمانے میں حضرت علی علیہ السلام اور حضرت عباس علیہ السلام کو کیوں بلایا اور فدک کو واپس کرنا چاہا۔

(سیرۃ حلبی ج ۳ صفحہ ۲۹۱)

۱۰۔ شیعہ اور سنی کی معتبر کتابوں میں آیا ہے کہ واقعہ فدک کے بعد جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ان دونوں سے ناراض رہیں اور فرمایا: ''میں تم سے بالکل بات ہی نہیں کروں گی''۔

(صحیح بخاری۔ باب فضل الخمس)

اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا جب تک زندہ رہیں ناراض رہیں اور بات نہیں کی۔ جب کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث آج بھی اسلامی کتابوں میں موجود ہے

''من احب ابنتی فاطمة فقدا حبنی ومن ارضی فاطمة فقدارضانی ومن اسخط فاطمة فقد اسخطنی''

''جو کوئی میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا کو دوست رکھے، وہ مجھے دوست رکھتا ہے۔ جو اسے راضی وخوشنود کرے اس نے مجھے راضی وخوشنود کیا اور جس نے انھیں غصّہ دلایا، ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا''۔ (صحیح بخاری۔ باب فضل الخمس)

کیا اس کے بعد بھی یہ ممکن ہے کہ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کسی حق کا مطالبہ کریں اور رد کر دیا جائے اور وہ حدیث جس کی صداقت کی کوئی دلیل نہیں ہے اس کو قرآن کریم کی صریح آیتوں پر ترجیح دی جائے اور قرآنی احکام کو رد کر دیا جائے؟!

بہر حال فدک غصب کرنے کے لئے کوئی ایک معقول دلیل نہیں ہے اور ان لوگوں کو فدک غصب کرنے کا کوئی حق نہیں تھا، کیونکہ:

۱) حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا مالکانہ قبضہ تھا۔

۲) معتبر گواہ موجود تھے

۳) قرآن کریم کی گواہی تھی

۴) مختلف روایتیں حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی صداقت پر گواہ ہیں۔

۵) اس کے علاوہ قرآن کریم کی عمومی آیتیں اس بات پر گواہ ہیں کہ ہر انسان اپنے والدین اور رشتہ داروں کا وارث ہوتا ہے اور کوئی صحیح وصادق دلیل موجود نہیں ہے جہاں اس عمومی حکم میں استثناء کیا گیا ہو۔اس بنا پر یہ روایتیں بھی جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے دعویٰ کی حقانیت کی گواہ ہیں۔

فدک مسلمانوں کی طویل تاریخ میں

تاریخ اسلام میں فدک کی تاریخ خاص خصوصیات کی حامل ہے۔ ہر ایک خلیفہ کا اس کے بارے میں خاص موقف تھا۔ایک واپس کر دیتا تھا اور دوسرا چھین لیتا تھا اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا کہ یہ سرزمین بالکل ویران ہوگئی۔اس سرسبز اور شاداب علاقہ کے نشیب وفراز معلوم کرنے کے لئے ان باتوں پر توجہ فرمائیے۔

۱) جیسا کہ مذکورہ بالا مطالب سے آپ نے جانا کہ فتح خیبر کے بعد یہودیوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صلح کی اور فدک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دیا۔اور اس آیت ''وما افاء اللہ علی رسولہ'' کی بنا پر یہ فدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص ملکیت قرار پایا۔

۲) معتبر تاریخی ماخذ کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت ''وات ذاالقربی حقہ'' پر عمل کرتے ہوئے یہ فدک اپنی بیٹی جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو عطا کر دیا اور اس طرح فدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتے ہوئے ہی جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے ہاتھوں میں منتقل ہوگیا اور آپ سلام اللہ علیہا اس کی مالک ہوگئیں۔

۳) خلیفہ اوّل کے زمانے میں یہ فدک غصب کرلیا گیا اور اس پر حکومتِ وقت کا قبضہ ہوگیا۔ انھوں نے عجیب وغریب انداز سے اس کی حفاظت کی۔اس کو اہم مالی مصدر اور حکومت اسلامی کی عمدہ ثروت قرار دیا گیا۔

۴) یہ صورتِ حال ''عمر بن عبدالعزیز'' کے زمانے تک قائم رہی۔ یہ اموی خلیفہ اہلبیت علیہم السلام کے بارے میں ذرا نرم دِل اور سلجھا ہوا تھا۔ اس نے مدینہ کے حاکم ''عمرو بن حزم'' کو لکھا کہ فدک اولاد فاطمہ سلام اللہ علیہا کو واپس کر دیا جائے۔ حاکم مدینہ نے اس کے جواب میں لکھا۔ اولادِ فاطمہ علیہم السلام بہت ہیں اور انھوں نے مختلف خاندانوں میں شادی کی ہے۔ میں کس کو واپس کروں؟

اس جواب پر ''عمر بن عبدالعزیز'' ناراض ہوا اور اس کے جواب میں حاکم مدینہ کو سخت خط لکھا: اگر میں تم کو کسی خط میں ایک بکری ذبح کرنے کا حکم دوں تو تم فوراً دریافت کرو گے یہ بکری کیسی ہو؟ اس کے سینگ ہوں یا نہ ہوں؟ اور اگر تم کو لکھوں کہ ایک گائے ذبح کرو تو تم فوراً سوال کرو گے کہ اس کا رنگ کیا ہو جس وقت یہ خط تم کو ملے تو فوراً ''فدک'' اولاد فاطمہ علیہم السلام میں تقسیم کر دو۔

۵) زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ اموی بادشاہ ''یزید بن عبدالملک'' نے اس کو دوبارہ غصب کر لیا۔

۶) آخر کار بنی امیہّ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور بنی عباس بادشاہ ہو گئے۔ بنی عباس کے مشہور بادشاہ ''ابوالعباس سفاح'' نے اس کو ''عبداللہ بن علی'' کو اولادِ فاطمہ علیہم السلام کے نمائندے کے طور پر واپس کر دیا۔

۷) زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ ''ابوجعفر عباسی'' نے اس کو ''بنی حسن'' سے واپس لے لیا۔ (چونکہ انھوں نے بنی عباس کے خلاف قیام کیا تھا)۔

۸) ابوجعفر عباسی کے بیٹے ''مہدی عباسی'' نے اس کو اولادِ فاطمہ علیہم السلام کو واپس کر دیا۔

۹) بنی عباس کے دوسرے بادشاہ ''موسیٰ الہادی'' نے اس کو پھر غصب کر لیا۔ یہی صورتِ حال ''ہارون رشید'' کے زمانے تک رہی۔

۱۰) ''مامون'' اہلبیت علیہم السلام سے اپنی عقیدت کا اظہار بہت زیادہ کرتا تھا۔ اس نے خاص تکلّفات کے ساتھ اس کو واپس کیا۔

تاریخ میں ملتا ہے کہ مامون نے مدینہ کے حاکم ''قثم بن جعفر'' کو یہ خط لکھا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فدک اپنی بیٹی جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو عطا کیا تھا اور یہ بات اہلبیت علیہم السلام کے نزدیک بالکل صاف اور واضح تھی۔ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا مسلسل اس کا مطالبہ کرتی رہیں۔ ان کی باتیں سب لوگوں سے زیادہ قابلِ قبول تھیں مصلحت یہ ہے کہ ان کے وارثوں کو واپس کر دیا جائے۔ ''محمد بن یحییٰ'' اور ''محمدؐ بن عبد اللہ'' (امام زین العابدین علیہ السلام کے پوتے) کو واپس کر دو۔ تا کہ وہ اس کے اہل تک پہونچا دیں''۔

ابن ابی الحدید کا قول ہے:

مامون لوگوں کی شکایتیں سن رہا تھا۔ سب سے پہلی شکایت جو اس تک پہونچی، وہ فدک کے بارے میں تھی۔ جیسے ہی اس نے شکایت دیکھی رونے لگا اور اپنے ایک خادم سے کہا:

دیکھو فاطمہ کا وکیل کہاں ہے؟ ایک بوڑھا سامنے آیا اور اس نے مامون سے بہت باتیں کیں مامون کے حکم سے حکمنامہ لکھا گیا۔ نمائندہ اہل بیت کے عنوان سے فدک اس کو واپس کر دیا گیا۔ جس وقت مامون نے اس حکمنامہ پر دستخط کیا ''دعبل'' نے اٹھ کر فوراً چند اشعار پڑھے جس کا مطلع یہ ہے:

اصبح وجه الزمان قدضحکا

بردمامون هاشما فدکا

ترجمہ: زمانہ ہنسنے لگا۔ جب مامون نے بنی ہاشم کو فدک واپس کیا۔

کتاب ''فدک'' کے مئولف لکھتے ہیں کہ مامون نے ''ابوسعید خدری'' کی اس روایت پر اعتماد کرتے ہوئے فدک واپس کرنے کا حکم دیا تھا جس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فدک جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو دیا تھا۔ (۱۴)

۱۱) لیکن ''متوکل عباسی'' کو اہل بیت علیہم السلام سے خاص عداوت تھی۔ اس نے دوبارہ پھر فدک غصب کر لیا۔

۱۲) متوکل کے بیٹے ''منتصر'' نے حکم دیا کہ اس کو واپس کر دیا جائے۔

ظاہر ہے وہ علاقہ جو اس طرح ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں پہونچتا رہے، جو کینہ پرور سیاستدانوں کے ہاتھوں میں بازیچۂ اطفال کی طرح ہو۔ وہ بہت جلد تباہ و برباد ہوجائے گا۔ یہی صورت حال فدک کی بھی ہے۔ اس نے اتنے زیادہ نشیب و فراز دیکھے کہ آبادی ویرانے میں تبدیل ہوگئی اور سرسبز وشاداب درخت خشک ہوگئے۔

اس نقل وانتقال سے اتنا ضرور واضح ہوجاتا ہے کہ فدک کے بارے میں خلفاء بہت زیادہ حساس تھے۔ ہر ایک اپنی خاص سیاسی روش کی بنا پر خاص مؤقف اختیار کرتا تھا اور اسی کے مطابق عمل کرتا تھا۔

اس سے ایک بات اور بھی واضح ہوجاتی ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ فدک کی اقتصادی حیثیت کے ساتھ ساتھ اس کی سیاسی اہمیت بھی ہے جس کا مقصد اہل بیت علیہم السلام کو گوشہ نشین کرنا اور ان کے ساتھ اپنی دشمنی اور عداوت کا اظہار کرنا تھا۔ یہ جو ہم دیکھتے ہیں کہ بار بار فدک کو واپس کیا گیا۔ وہ ایک سیاسی حربہ تھا۔ کیوں کہ لوگوں کو ہمیشہ ہی سے اہلبیت علیہم السلام سے خاص عقیدت رہی ہے۔ لوگوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے فدک واپس کیا جاتا تھا تاکہ عوام پر یہ ظاہر کیا جاسکے کہ ہم اہلبیت علیہم السلام کے دوست ہیں اور ان کا احترام کرتے ہیں۔

لوگوں کے ذہنوں میں ''فدک'' کی اتنی زیادہ اہمیت تھی کہ بعض تاریخوں میں ملتا ہے کہ ''متوکل'' کے زمانے میں (جب اس نے فدک واپس نہیں کیا تھا) فدک کے خرمے ''حج'' کے موقع پر فروخت ہوتے تھے اور لوگ تبرک اور برکت کے طور پر اس کو بھاری بھاری قیمتوں سے خریدے تھے۔

(شرح نہج البلاغہ۔ ابن ابی الحدید ج۱۶ ص۲۱۷)

نتیجہ بحث

فدک کی غم انگیز داستان اوراس سلسلے میں تاریخ اسلام میں جوطوفان اٹھے ہیں اس سے اس بات کا باقاعدہ اندازہ ہوجاتا ہے کہ یہ اہلبیت علیہم السلام کو معاشرے سے دور کرنے کا ایک منظّم منصوبہ تھا۔ان کو حکومت اور خلافت کے ساتھ ساتھ عوام سے دُور کردینا تھااوران کے مقام امامت وولایت اوران کے احترام وعظمت سے عمداً اصرفِ نظر کرنا تھا۔

سیاسی بازیگروں نے ابتداء ہی سے اس بات کی کوشش کی۔خاص کر''بنی امیہ اور''بنی عباس کے زمانے میں کہ اہلبیت علیہم السلام کو ہراعتبار سے گوشہ نشین کردیا جائے۔اور ہر وہ چیز جس سے وہ کامیاب ہوسکتے ہیں اس پر پابندی عائد کردی جائے۔اگرضرورت محسوس کرتے تھےتو ان کے نام سے استفادہ کرتے تھےاور بعد میں ان کوقتل بھی کردیتے تھے۔

آپ جانتے ہیں کہ بنی امیہّ اور بنی عباس کے زمانے میں اسلامی مملکت کتنی زیادہ وسیع تھی اور بیت المال میں ذخیرہ اتنا زیادہ تھا کہ دنیا کی تاریخ میں یا بےنظیر تھا یا کم نظیر تھا۔جس کے مقابلے میں فدک کی کوئی خاص حیثیت نہ تھی۔لیکن پھر بھی لوگوں کی حرص نے اس بات کی اجازت نہیں دی کہ وہ اس حق کواس کے اصلی اورواقعی وارثوں کوواپس کردیں۔

داستانِ فدک تاریخ اسلام کا ایک ایسا ورق ہے جس میں ایک طرف خاندان پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت ومنزلت،کردار وشرافت جلوہ گرہے اور دوسری طرف ظالموں کے مظالِم،ان کی پستی،ان کی حرص،اسلام سے ان کی دشمنی،اسلام کے خلاف سازش نظر آتی ہے۔

والسلام علی من اتبع الھدی

مآخذ

۱۔ بحارالانوار ج ۴۴
۲۔ معجم البلدان مادہ، فدک
۳۔ فدک علاّمہ محمد حسین قزوینی
۴۔ نہج البلاغہ، مکتوب ۲۵
۵۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی
۶۔ سیرہ حلبی
۷۔ صحیح بخاری، باب ''فضل الخمس''
۸۔ الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ
۹۔ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا۔ آیۃ اللہ ناصر مکارم شیرازی
۱۰۔ شہادت حضرت صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا۔ آیۃ اللہ سید تقی موسوی اصفہانی
۱۱۔ صحیفۃ الزہرا سلام اللہ علیہا۔ مرحوم علامہ سید ذیشان حیدر جوادی

سوالات

۱) وقتِ شہادت حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی عمر مبارک کیا تھی؟

۱-۱۶سال ۲-۱۸سال ۳-۲۲سال ۴-۲۵سال

۲) مشہور روایت کی بنا پر جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی قبر مبارک کہاں واقع ہیں؟

۱-جنت البقیع ۲-ریاض الجنتہ

۳-قبرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ۴-حجرہ فاطمہ سلام اللہ علیہا

۳) کفارِ قریش کی اذیتوں سے جس وقت حضرت ابوطالب علیہ السلام غار میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے، جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی عمر مبارک کیا تھی؟

۱-۵سال ۲-۴سال

۳-۳سال ۴-۲سال

۴) جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی کون سی کنیز متکلمہ بالقرآن ہونے کا اعزاز رکھتی ہے؟

۱-ام ایمن ۲-فضّہ سلام اللہ علیہا ۳-اسماء ۴-ام اسحاق

۵) کس غزوہ میں جناب زہرا سلام اللہ علیہا کا براہ راست شرکت کرنے کا تذکرہ ملتا ہے؟

۱- غزوہ احد ۲-غزوہ خندق ۳-غزوہ بدر ۴-غزوہ خیبر

۶) فدک مدینہ سے کتنے کیلومیٹر کے فاصلے پر موجود تھا؟

۱-۱۴۴ ۲-۱۲۴ ۳-۱۴۲ ۴-۱۴۰

۷) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دور میں "جرم" کا علاقہ کسے عطا کیا تھا؟

ا۔ خلیفہ اوّل ۲۔ خلیفہ ثانی

۳۔ حضرت عبدالرحمان بن عوف ۴۔ حضرت زبیر بن عوام

۸) فدک کی سالانہ آمدنی کتنی تھی؟

ا۔ ۲۴ ہزار دینار ۲۔ ۲۰ ہزار دینار ۳۔ ۱۸ ہزار دینار ۴۔ ۱۰ ہزار دینار

۹) فدک کے علاوہ جنابِ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے مدینہ میں اور کتنے باغ تھے؟

ا۔ ۵ ۲۔ ۷ ۳۔ ۹ ۴۔ کوئی نہیں

۱۰) ارشاد خداوندی "قرابت داروں کو ان کا حق دے دیجیئے۔" قرآن مجید کے کس سورے میں ہے؟

ا۔ سورۂ حشر ۲۔ سورۂ شوریٰ ۳۔ سورۂ دہر ۴۔ سورۂ روم

۱۱) "قرابتداروں کو ان کا حق دے دیجیئے۔" اس آیت کے نزول کے بعد تفسیر درمنثور کے مطابق کس راوی نے بیان کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فدک شہزادی فاطمہ سلام اللہ علیہا کو عطا کر دیا؟

ا۔ حضرت ابو ہریرہ ۲۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری

۳۔ حضرت ابن عباس ۴۔ حضرت عثمان بن حنیف

۱۲) "ہاں آسمان کے نیچے ہمارے ہاتھوں بس ایک فدک تھا۔ کچھ لوگوں نے اس سلسلے میں بخل سے کام لیا۔۔۔۔۔" یہ جملے حضرت علی علیہ السلام نے کس سے کہے؟

ا۔ حضرت ابن عباس ۲۔ معلویہ

۳۔ عثمان بن حنیف ۴۔ خود اپنے خطبے میں عوام الناس سے کہا

۱۳) فدک کس بنا پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص ملکیت قرار پایا تھا؟

۱۔ یہودیوں سے ملا تھا
۲۔ بغیر جنگ کیے ملا تھا
۳۔ ہر مالِ غنیمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی ہوتا ہے
۴۔ کیونکہ یہ خراج کا مال تھا۔

۱۴) پہلی بار بنوامیہ کے کس خلیفہ نے فدک دوبارہ آلِ رسول علیہم السلام کو واپس پلٹایا؟

۱۔ عبدالملک بن مروان
۲۔ یزید بن عبدالملک
۳۔ عمر بن عبدالعزیز
۴۔ بنوامیہ کے کسی حکمران نے فدک واپس نہیں لوٹایا

۱۵) فدک واپس نہ کرنے کے پیچھے اقتصادی حیثیت کے ساتھ اور کیا عوامل تھے؟

۱۔ اہلبیت علیہم السلام کو گوشہ نشین کرنا
۲۔ اپنی دشمنی وعداوت کا اظہار
۳۔ خلافت بھی دینا پڑتی
۴۔ ۱، ۲ اور ۳ تینوں

۱۶) ابن ابی الحدید کے کس استاد نے ان کے سوال " کیا فدک کے مطالبہ میں جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا حق پر تھیں؟" کہ جواب میں "ہاں" کہا؟

۱۔ علی بن فارقی
۲۔ ابن حجر مکی
۳۔ ابن قتیبہ
۴۔ حموی

۱۷) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کے منصوبے سے قبل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس نے باخبر کیا؟

۱۔ حضرت علی علیہ السلام
۲۔ جناب ابوطالب علیہ السلام
۳۔ حضرت عبدالمطلب علیہ السلام
۴۔ جناب فاطمہ علیہا السلام

۱۸) آیۂ تطہیر پنجتن علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے اس سلسلے میں علامہ امینی نے اپنی کتاب میں اہلبیت علیہم السلام کے لیے کتنے علماء کا تذکرہ کیا؟

۱-۳۰۰ ۲-۲۵۰ ۳-۱۵ ۴-۵۵۰

۱۹) بعد از وفاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی جانب المیہ فدک پر خاص توجہ کا کیا مقصد تھا؟

۱-اس بات کو اُجاگر کرنا کہ قرآن و سنت کا مذاق اڑایا جا رہا ہے

۲-اس بات کا اُجاگر کرنا کے اسلام کی بنیادیں خراب کی جا رہی ہیں

۳-اس بات کا احساس دلانا کہ باغ فدک جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا حق ہے

۴-۱،۲اور۳ تینوں صحیح ہیں

۲۰) "فدک کے معاملے میں بعض لوگوں نے بخل سے کام لیا اور بعض شریفوں نے سخاوت سے کام لیتے ہوئے اس سے نظریں اٹھالیں" یہ جملے کس نے ارشاد فرمائے۔

۱-جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا ۲-حضرت علی علیہ السلام ۳-عمر بن عبدالعزیز ۴-امام جعفر صادق علیہ السلام

۲۱) "اگر جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو فدک دیا جاتا تو جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا اپنے شوہر کی خلافت کا بھی مطالبہ کر دیتی اور پھر خلیفہ اوّل کو خلافت سے بھی دستبردار ہونا پڑتا" اس بات کا اعتراف اہلبیت علیہم السلام کے کس مشہور عالم نے کیا ہے۔

۱-ابن ابی الحدید معتزلی ۲-علی بن فارقی ۳-ابوبکر سیوطی ۴-شبلی نعمانی

۲۲) بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا کی اولاد کی تعداد ______ ہے۔

۱-۳ ۲-۴ ۳-۵ ۴-۶

۲۳) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کے مطابق کتنے مقامات پر بی بی زہرا سلام اللہ علیہا کی محبت کام آئے گی۔

۱-۹۰ ۲-۱۰۰ ۳-۱۱۰ ۴-۱۲۰

۲۴) آیۂ تطہیر سورۂ ______ میں ہے۔

۱-احزاب ۲- کوثر ۳-یسٰین ۴-بقرہ

۲۵) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کس زوجہ کو خیر پر ہونے کی بشارت دی۔

۱-عائشہ ۲-ام سلمیٰ ۳-زینب ۴-ماریہ قبطیہ

۲۶) جناب زہرا سلام اللہ علیہا کی شادی کس اسلامی مہینے میں ہوئی۔

۱۔رمضان المبارک ۲۔رجب المرجب
۳۔ذی الحجہ ۴۔ب اور ج دونوں صحیح ہیں

۲۷) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبیر بن عوام کو کون سا علاقہ بخش دیا تھا۔

۱-بنی نصیر ۲-بنی کلب ۳-جرم ۴-لویلہ

۲۸) فدک جنگِ ______ کے بعد حاصل ہوا تھا۔

۱-موتہ ۲-خندق ۳-خیبر ۴-بدر

۲۹) قرآنِ مجید کی کس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فدک بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا کو دے دیا تھا۔

۱۔ سورۂ احزاب آیت نمبر ۳۳	۲۔ سورۂ روم آیت نمبر ۳۸
۳۔ سورۂ مریم آیت نمبر ۷	۴۔ سورۂ نساء آیت نمبر ۳۸

۳۰) جب مامون نے فدک بنی ہاشم کو دے دیا تو کس نے اشعار کہے تھے۔

۱۔ فرزدق ۲۔ حسن ۳۔ دعبل ۴۔ کمیل

قواعد وضوابط

۱۔ اس کتابچہ میں موجود سوالنامہ کے جوابات اسی کتابچہ سے وصول کیے جائیں گے۔شرعاً صرف وہی افراد اس مقابلہ میں حصہ لینے کے اہل ہیں جو خود مطالعہ کر کے جواب نامہ پُر کریں۔

۲۔ سوالنامہ کے جوابات ۱۵ سے ۳۵ سال تک کے افراد سے قبول کیے جائیں گے۔

۳۔ صحیح جواب کے نشان ایک سے زائد ہونے کی صورت میں جواب نامہ منسوخ کر دیا جائے گا۔

۴۔ ایک سے زائد افراد کے صحیح جوابات ہونے کی صورت میں تمام صحیح جواب دینے والوں کو عمومی انعامات دئے جائیں گے جب کہ قرعہ اندازی کے ذریعے دس شرکاء کو خصوصی انعامات دئے جائیں گے۔جبکہ ایک شریک کو قرعہ اندازی کے زریعے بائی روڈ زیارت کے لیے بھیجا جائیگا۔

۵۔ مقابلہ میں شامل ہونے کی فیس مبلغ تیس روپے ہے جو مقالہ حاصل کرتے وقت ادا کرنا ہوگی۔

۶۔ جواب نامہ جمع کروانے کی آخری تاریخ ۲۱ مئی ۲۰۱۲ ہے۔

۷۔ جواب نامہ شام ۵ بجے سے ۷ بجے اور رات ۹ بجے سے ۱۱ بجے کے درمیان GIYF کے آفس میں جمع کروایا جاسکتا ہے۔

۸۔ نتائج کا اعلان اور تقسیمِ انعامات کا پروگرام ۲۷ مئی بروز اتوار شام ۵ بجے GIYF میں منعقد کیا جائے گا۔

۹۔ ۱۰ جون تک انعامات وصول نہ کیے گئے تو ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا۔

۱۰۔ کتابچہ جمع کراتے وقت اپنے ''ب'' فارم یا شناختی کارڈ کی اصل یا فوٹو کاپی ضرور ساتھ لے کر آئیں۔

رجسٹریشن فارم

نام: .... ولدیت:..

عمروتاریخ پیدائش:.............................. تعلیمی قابلیت:..

پتہ:..

.... موبائل نمبر:..

دستخط: ....

جواب نامہ

سوال	۱	۲	۳	۴	سوال	۱	۲	۳	۴
۱					۱۶				
۲					۱۷				
۳					۱۸				
۴					۱۹				
۵					۲۰				
۶					۲۱				
۷					۲۲				
۸					۲۳				
۹					۲۴				
۱۰					۲۵				
۱۱					۲۶				
۱۲					۲۷				
۱۳					۲۸				
۱۴					۲۹				
۱۵					۳۰				

MF TYRES
TYRES
We deals in all kinds of tires computerized Alignment,
Wheel Balancing & Fitting Alloy Rims
DUNLOP
GENERAL TYRE PAKISTAN
BRIDGESTONE
New M.A. Jinnah Road, Opp. Islamia College,
Karachi. Cell: 0332-3212773

Al-Furat umrah&ziyarat
al-furat
Travel
&Tours
Suite # 3, Hanif Mansion, Opp. Nishtar Park,
Behind Bohri Masjid, Soldier Bazar No. 3,
Karachi - Pakistan.
Tel : (+92 21) 322 422 46-47-48
Cell: (+92) 321-2309868-78
E-mail : info@alfurat.net
www.alfurat.net